

میر انیس

ولادت: 1803ء ☆ وفات: 1874ء



حالات زندگی/تعارف

میر انیس کا اصلی نام ”میر بر علی“ اور تخلص ”انیس“ تھا۔ میر انیس 1803ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میر خلیق بھی ایک شاعر تھے اور مرثیہ گوئی کی تاریخ میں ان کا نام ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ تعلیم و تربیت انہوں نے اس زمانے کے شرفاء کے بچوں کی طرح حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ لڑکپن میں انہوں نے ایک مشاعرے میں غزل پڑھی جس کی بڑی تعریف ہوئی۔ باپ کو خبر ملی، اگرچہ بہت خوش ہوئے مگر بیٹے کو مرثیہ کہنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اس کے بعد میر انیس نے اپنی تمام تر توجہ مرثیہ گوئی پر صرف کر دی۔ جوانی میں لکھنؤ آئے تو یہیں کے ہو گئے۔ 1874ء میں انتقال ہوا اور اپنے ہی مکان میں مدفون ہیں۔

کلام کی خصوصیات

اردو مرثیہ گوئی میں میر انیس اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

فصاحت بیان

فصاحت بیان میر انیس کے کلام کا خاص جوہر ہے۔ وہ حسین تشبیہات، خوبصورت اور موزوں الفاظ و تراکیب سے اپنے بیان میں دلکشی اور رعنائی پیدا کرتے ہیں۔

درس اخلاق

میر انیس کے مرثیوں سے اعلان حق، ایفائے عہد، مصائب پر صبر و شکر، بزرگوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، خودداری، ایثار، دشمنوں سے حسن سلوک، عزیمت و استقامت اور توکل جیسے اوصاف کی تعلیم ملتی ہے۔

مکالمہ نگاری

میر انیس نے اپنے مرثیوں میں جہاں بھی مکالمہ نگاری کی ہے انداز بیان میں ڈرامائیت کا عنصر شامل ہونے سے تاثیر کلام میں اضافہ ہو گیا ہے۔

واقعہ نگاری

واقعہ نگاری کرتے ہوئے میر انیس کا فن بڑے عروج پر ہوتا ہے۔ وہ واقعہ کی جزویات کے بیان میں بڑی باریک بینی سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے گرمی کی شدت میں صحرائے عرب میں امام حسینؑ کے سفر کرنے کا واقعہ بڑی ہنرمندی سے نظم کیا ہے۔

جذبات نگاری

انسانی جذبات و احساسات کی عکاسی کرتے ہوئے میر انیس کا جوہر خوب کھلتا ہے۔ ایسے موقعوں پر میر انیس کا قلم درد میں ڈوب جاتا ہے اور ہر مصرعہ تیر بن کر دلوں میں اتر جاتا ہے۔



میرانیس آسمان شاعری کا ایک روشن اور تابندہ تارا ہیں جنہوں نے مرثیہ گوئی کو نہ صرف عظیم مرتبہ عطا کیا بلکہ اُسے دیگر اصنافِ سخن کے دوش بدوش لاکھڑا کیا۔ میرانیس نے شاعری کی ابتداء گو غزل سے کی پھر والد کے کہنے پر مرثیہ کی صنف کو اپنایا اور اس انداز سے مرثیہ کہا کہ غزل کا بانگین، مثنوی کا حسن اور قصیدہ کا زور بیان سب مرثیہ میں سما گیا۔ میرانیس مرثیہ گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ان کے ہاں جوش عقیدت ہے۔ اعلیٰ شعری محاسن، فصاحت، بلاغت، منظر نگاری، جذبات نگاری، واقعہ نگاری اور سیرت نگاروں کے اعتبار سے ان کا کلام کمال درجے کا ہے۔



USMANWEB

ALL CLASS NOTES DOWNLOAD IN PDF

WWW.USMANWEB.COM

WWW.USMANWEB.COM

مرکزی خیال

میرانیس کی یہ نظم ”گرمی کی شدت“ دراصل مرثیہ ہے جو واقعہ کربلا سے متعلق ہے۔ واقعہ کربلا کے روز میدان کربلا اور ارد گرد کا جو موسم تھا، گرمی کی جو شدت تھی اور چرند پرند پر اس کے جواثرات تھے، میرانیس نے اسے اس نظم میں نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔

خلاصہ

یہ نظم ایک بڑی نظم کا ابتدائی حصہ ہے اور میدان کربلا کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت امام اعلیٰ مقام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ پیش آیا۔ نظم میدان کربلا میں اُس دن گرمی کی شدت کو بیان کر رہی ہے جس دن جنگ کا معرکہ اور نواسہ رسول ﷺ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ یہ نظم موسم کی شدت کو بیان کرتی ہے جو آنے والے المناک سانحہ کا کرب اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

میرانیس نے جو لکھا کمال عروج تک پہنچایا۔ یہ مناظر فطرت کی لا جواب تصویر ہے۔ ان کی نظر پورے منظر پر پڑتی ہے تو وہ ایک ایک شے کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پورا منظر نگاہوں کے سامنے پھر نے لگتا ہے۔ میرانیس نے مناظر قدرت کو جس انداز سے دیکھا اور جس طرح رد عمل کے طور پر اپنے محسوسات کا اظہار کیا وہ قابل تعریف ہے۔ موسم گرما کی حدت بیان کرتے وقت وہ تمام جزئیات بیان کرتے ہیں۔

شدید گرمی کے ماحول میں دریائے فرات کے کھولتے پانی، چرند پرند اور انسانوں کا پناہ گاہوں میں چھپنا، پودوں و پیڑوں کا جلنا بیان کرتے ہیں۔ منظر کو تفصیلی انداز میں بیان کرنے کے لئے تشبیہ اور استعارے بھی استعمال کرتے ہیں۔

دھوپ سے دن کے رنگ کا کالا ہونا، دریائے فرات کے سونے ہوئے بونٹ اور اس کا کھولتا پانی، نظر کا پلکوں سے باہر نہ نکلنا، نظر کے پاؤں میں آبلے پڑنا، پھولوں کا نہ ہنسنا، شاخوں کا کاٹنا ہونا، پتے کا رنگ دق کے مریضوں کی طرح زرد ہونا، سورج کے چہرے کا گرد سے مکدر ہونا، آسمان کو گرمی سے بخار ہونا، دانہ کا زمین پر گر کر بجھ جانا۔ غرض جو حالتیں بیان کی ہیں ایک سماں سا بندھ گیا ہے۔ بیان کا خوبصورت انداز ایسا جو قاری کے ذہن پر نقش ہو جائے۔

اس شدید گرمی اور قیامت خیز موسم کی سبہ پہر میں کتنا خوفناک، الم انگیز اور قیامت خیز منظر رونما ہوتا ہے جس میں بے گناہوں کے خون سے زمین رنگین ہو جاتی ہے اور دنیا کی تاریخ میں ایسا غمناک سانحہ رونما ہوتا ہے جس کی نظیر نہ پہلے تھی نہ آئندہ ہوگی۔

فرہنگ

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
چمک دمک، شدید گرمی	تاب و تب	گرمی، تپش	حدت
نہر فرات	نہر علقمہ	رات کی طرح	مثالی شب
بلبلے	حبابوں	ہونٹ	لب
پرندہ	طائر	بہتا ہوا پانی	آب رواں
پسینہ	عرق	لوگ، انسان	مردم
نظر کے پاؤں	پائے نگاہ	آنکھ کی پلکیں	خس خانہ مژہ
درخت، پیڑ	شجر	پتے اور پھل	برگ و بار
ایک قسم کا درخت	چنار	کھجور کا درخت	نخل
زندگی، حیات	زیست	پھل پھول دار	باردار

مدقوق	وہ جسے دق (ٹی بی) کا مرض ہو	کچار	شیر کے رہنے کی جگہ
آہو	ہرن	آئینہ مہر	سورج کا چہرہ
مکدر	میلا	گردوں	آلہان
تپ	بخار (مراد شدید گرمی سے ہے)	مضطرب	پریشانی
آفتاب	سورج		



USMANWEB

ALL CLASS NOTES DOWNLOAD IN PDF

WWW.USMANWEB.COM

WWW.USMANWEB.COM

کثیر الانتخابی سوالات

دیئے ہوئے ممکنہ جوابات میں سے ہر ایک کے لئے درست جواب کا انتخاب کیجئے:

- 1 وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کی تعریف و توصیف ہو کہلاتی ہے: (الف) قصیدہ (ب) رباعی (ج) مرثیہ ✓ (د) غزل
- 2 میر انیس مشہور شاعر کے پوتے تھے: (الف) دیا شنکر نسیم (ب) میر تقی میر (ج) میر دبیر (د) میر حسن دہلوی ✓
- 3 میر انیس کا اصل نام تھا: (الف) ببر علی ✓ (ب) میر خلیق (ج) میر زبیر (د) اسد علی
- 4 اردو شاعری میں میر انیس کی وجہ شہرت ہے: (الف) مرثیہ نگاری ✓ (ب) قصیدہ نگاری (ج) مثنوی نگاری (د) مزاح نگاری
- 5 مرثیہ نگاری میں ان کا نمایاں مقام ہے: (الف) مرثیہ نگاری ✓ (ب) مرثیہ کے سب سے اہم شاعر ہیں: (ج) مرثیہ ان کی وجہ شہرت ہے: (د) مرثیہ نگاری
- 6 (الف) میر انیس ✓ (ب) نظیر اکبر آبادی (ج) مرزا غالب (د) ادا جعفری
- 7 اردو کے سب سے بڑے مرثیہ گو شاعر ہیں: (الف) میر انیس ✓ (ب) جگر مراد آبادی (ج) دلاور فگار (د) خواجہ حیدر علی آتش
- 8 میر انیس کے مرثیے سے ماخوذ یہ نظم نصاب میں شامل ہے: (الف) مرثیہ ✓ (ب) گرمی کی شدت (ج) برسات کا تماشا (د) گرمی کی شدت
- 9 (الف) مرثیہ ✓ (ب) قصیدہ (ج) رباعی (د) مرثیہ
- 10 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ
- 11 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ
- 12 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ
- 13 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ
- 14 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ
- 15 (الف) مرثیہ ✓ (ب) مرثیہ (ج) مرثیہ (د) مرثیہ

بند (جزو) کی تشریح

بند نمبر 1

وہ لُو ، وہ آفتاب کی جدّت ، وہ تاب و تب کلا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب خیمے جو تھے جبابوں کے پتے تھے سب کے سب
اڑتی تھی خاک ، خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

حوالہ:

مندرجہ بالا بند اردو کی نصابی کتاب میں شامل میر انیس کی نظم ”گرمی کی شدت“ سے لیا گیا ہے۔

حوالہ شاعر:

اس کے لئے مرکزی خیال سے پہلے ”مختصر تعارف“ ملاحظہ کیجئے۔

تشریح:

یہ میر انیس کے مرثیہ کا ابتدائیہ ہے جس میں انہوں نے گرمی کی شدت بیان کی ہے۔ یہ عاشورہ کا دن اور مقام کربلا کے المناک اور پردرد واقعے کا آغاز ہے جو شام سے پہلے ہی ختم ہو گیا تھا مگر اس سانحہ کی ایک داستان رقم ہو گئی جس پر تاقیامت دنیا نوحہ کنال رہے گی۔

میر انیس اس دن کی گرمی کی شدت کے بارے میں کہتے ہیں۔ سورج آگ برسا رہا تھا، اس کی چمک بہت زیادہ تھی، لو چل رہی تھی۔ دھوپ اتنی شدید تھی کہ دن کا رنگ بھی رات کی طرح سیاہ ہو گیا تھا۔ دریائے فرات میں بھی پانی کم تھا، وہ بھی سوکھ چکا تھا، دریا کی لہروں سے جو بلبلے بن رہے تھے وہ بھی گرم تھے۔ سوکھی مٹی اڑ رہی تھی۔ زندگی جامد نظر آتی تھی۔ دریائے فرات کا پانی یوں محسوس ہوتا تھا کہ کھول رہا ہو۔

بند نمبر 2

آبِ رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر خس خانہ مرثہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر آنکھ سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

حوالہ اور حوالہ شاعر کے لئے بند نمبر 1 ملاحظہ کیجئے۔

WWW.USMANWEB.COM

تشریح: میرانیس کہتے ہیں کہ گرمی کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ پیاس بجھتی نہ تھی۔ جانور بہتے ہوئے پانی سے منہ ہی نہ اٹھاتے تھے۔ پرندے جنگل میں سایہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر چھپتے پھرتے تھے۔ انسان اس گرمی میں سات پردوں کے سائے میں بھی بیٹھا تھا تو وہ بھی پسینہ میں غرق ہو رہا تھا۔ کہیں جائے امان نہ تھی۔ گرمی کی حد اتنی زیادہ تھی کہ نظر بھی پلکوں کا سایہ چھوڑ کر دور تک نہ جاتی تھی اور اگر غلطی سے پلکوں کے پردے سے نظر باہر نکل جاتی تو راستے میں ہی ٹھہر جاتی تھی، آگے جانے کی اُسے بھی ہمت نہ ہوتی تھی اور نظر کے پاؤں میں بھی آبلے پڑ جاتے تھے۔

بند نمبر 3 کوسوں کسی شجر میں نہ ٹھل تھے نہ برگ و بار ایک ایک فخل جل رہا تھا صورت چنار ہنسا تھا کوئی ٹھل نہ مہکتا تھا سبزہ زار کائا ہوئی تھی پھولوں کی ہر شاخ باردار گرمی یہ تھی کہ زیت سے دل سب کے سرد تھے پتے بھی مثل چہرہ مذوق زرد تھے

حوالہ اور حوالہ شاعر کے لئے بند نمبر 1 ملاحظہ کیجئے۔

تشریح: گرمی کی شدت بیان کرتے ہوئے میرانیس کہتے ہیں کہ کئی سو میل کسی درخت اور پودے میں، پتے، پھول اور پھل نظر نہیں آتے تھے۔ ایک ایک درخت و پیر گرمی کی تمازت سے جل رہا تھا۔ جان لیوا گرمی تھی۔ کوئی پھول ہنسا مسکراتا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کہیں کوئی سبزہ شاداب و تر و تازہ نہیں لگتا تھا۔ درخت اور پودوں کی پھل و پھولدار شاخیں بھی کانٹے جیسی چبھ رہی تھیں۔ غرضیکہ گرمی سے ہر کوئی بیزار تھا، سب چیزیں اور ارد گرد کا ماحول کانٹے کو آ رہا تھا۔ سب کے دل بجھے ہوئے تھے۔ پتے بھی تپش سے زرد ہو گئے تھے جیسے دق (ٹی۔ بی) کے مریض کا چہرہ زرد ہوتا ہے۔

بند نمبر 4 شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے آئینہ بھر کا تھا ٹکڈر غبار سے گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر بھٹن جاتا تھا جو گرنا تھا دانہ زمین پر

حوالہ اور حوالہ شاعر کے لئے بند نمبر 1 ملاحظہ کیجئے۔

تشریح: گرمی تھی کہ الاماں۔ شدت اتنی زیادہ تھی کہ بہادری کی علامت سمجھے جانے والے شیر بھی اپنی کچھاروں سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ہرن بھی درختوں کے سائے کو چھوڑ کر کہیں جانے کو تیار نہ تھے۔ خشک مٹی کی بدولت اتنی گرد و غبار اُڑ رہی تھی کہ سورج کا چہرہ بھی اس میں چھپ جاتا تھا۔ سورج کی تپش نے زمین از حد گرم کر دی تھی اور زمین کی تپش کو دیکھ دیکھ کر آسمان کو بھی بخار ہو گیا تھا۔ غرض اتنی گرمی تھی کہ ساری خلقت پریشان تھی، مجبور تھی۔ گرمی بھی تو کچھ کم نہ تھی، اتنی گرمی تھی کہ جو دانہ بھی زمین پر گرتا تھا، زمین کی تپش سے بھٹن جاتا تھا۔

سوال 1 درج ذیل سوالات کے جواب دیجئے:

(الف) اس نظم کی ہیئت بتائیے۔

جواب: ہیئت کے اعتبار یہ نظم مسدس ہے۔ چھ مصرعوں کی نظم کو مسدس کہتے ہیں۔ اس نظم کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ شاعری کے اصناف کے لحاظ سے یہ نظم ایک مرثیہ ہے۔ کسی مرنے والے کی یاد میں کہی گئی نظم کو مرثیہ کہتے ہیں۔ نظم ”گرمی کی شدت“ ایک مرثیہ کا حصہ ہے جس میں امام حسینؑ اور کربلا کے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

(ب) شاعر نے پودوں پر گرمی کی شدت کی منظر کشی کیسے کی ہے؟

جواب: پودوں پر گرمی کی شدت کی منظر کشی کرتے ہوئے میر انیس کہتے ہیں کہ کوسوں دور تک کسی پیڑ پودے میں نہ پھول تھے اور نہ پتے۔ ہر درخت چنار کی صورت جل رہا تھا۔ کوئی بھی پھول ہنستا مسکراتا ہوا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کہیں کوئی سبزہ زار تروتازہ نہیں لگ رہا تھا۔ پیڑ پودوں کی ہر ایک شاخ کا ٹائبی ہوئی تھی جس طرح تپ دق (ٹی۔ بی) کے مریض کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے اسی طرح ہر پتہ زرد ہو رہا تھا۔



USMANWEB

ALL CLASS NOTES DOWNLOAD IN PDF

WWW.USMANWEB.COM

(ج) نظم کے دوسرے بند کی وضاحت کیجئے۔

جواب کے لئے بند کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(د) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

جواب کے لئے پچھلے صفحات پر ”خلاصہ“ ملاحظہ کیجئے۔

سوال 2 درج ذیل الفاظ اور تراکیب کے معنی بتائیے:

حدت ، طائر ، خانہ مرثہ ، برگ و بار ، مکدر

جواب کے لئے پچھلے صفحات پر ”فرہنگ“ ملاحظہ کیجئے۔

سوال 3 خالی جگہوں میں مناسب الفاظ لکھ کر مصرعے مکمل کیجئے:

- (الف) اڑتی تھی خاک ، خشک تھا چشمہ حیات کا
(ب) جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر
(ج) خیمے جو تھے جابوں کے پتے تھے سب کے سب
(د) گرمی یہ تھی کہ زیت سے دل سب کے سرد تھے

سوال 4 آپ اس طرح کا کوئی شعر سنائیے جس میں تشبیہ دی گئی ہو۔

سہ نازی اس کے لب کی کیا کہئے پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
محبوب کے ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سوال 5 درج ذیل جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

جواب کے کثیر الانتخابی سوالات ملاحظہ کیجئے۔

All Classes Chapter Wise Notes

Punjab Boards | Sindh Boards | KPK Boards | Balochistan Boards

AJK Boards | Federal Boards

تمام کلاسز کے نوٹس، سابقہ پیپرز، گیس پیپرز، معروضی انشائیہ حل شدہ مشقیں وغیرہ اب آن لائن حاصل کریں

پنجاب بورڈز، فیڈرل بورڈز، سندھ بورڈز، بلوچستان بورڈز، خیبر پختونخواہ بورڈز، آزاد کشمیر بورڈز کے نوٹس فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

9th Class

Notes | Past Papers

WWW.USMANWEB.COM

10th Class

Notes | Past Papers

WWW.USMANWEB.COM

11th Class

Notes | Past Papers

12th Class

Notes | Past Papers

تمام کلاسز کے نوٹس سابقہ پیپرز مکمل حل شدہ مشقیں بالکل فری ڈاؤن لوڈ کریں اور کسی بھی کتاب کی سوفٹ کاپی میں حاصل کرنے کے لیے ہمارے واٹس اپ گروپ کو جوائن کریں۔

WhatsApp Group 0306-8475285

WWW.USMANWEB.COM

WWW.USMANWEB.COM